[1996] سپریم کورٹ رپوٹس6.S.C.R

ازعدالت عظمی

کمبر دھیر اجلال موہنلال

بنام

اسٹیٹ آف گجرات

4اکتوبر 1996

[ایم کے مکھرجی اور ایس پی کردوکر، جسٹسز]

تعزیراتی ضابطہ،1860 – دفعہ302 – زن کشی – ملزم – شوہر نے بیوی کو آگ لگادی۔ – ٹرائل عدالت کے ذریعے بری کرنا – بری کرنے کے حکم کو واپس لینا اور عدالت عالیہ کے ذریعے سزا – ڈاکٹر اور ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے سامنے متوفی کی طرف سے بیان نزع قابل اعتماد پایا گیا اور اسے ہوش اور تندرستی کی حالت میں بنایا گیا – متوفی کے جلنے کے بعد بھی گھر کا دروازہ بند کردیا گیا تھا – حادثاتی موت کی کہانی کو مسترد کرتا ہے – اپیل کنندہ کو آگ بجھاتے ہوئے چوٹیں آئیں، اس نتیجے پر نہیں پہنچتا کہ آگ حادثاتی تھی – سزا کو برقرار رکھا گیا۔

شواہد ایکٹ،1872 – دفعہ32 – بیان نزع – ڈاکٹر اور ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے سامنے – میڈیکل سرٹیفکیٹ کہ مادی وقت پر متوفی ہوش اور تندرستی کی حالت میں تھا، ریکارڈ پر موجود دیگر شواہد سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے – منعقد، قابل اعتماد بیان نزع۔

اپیل کنندہ نے متوفی سے اس کی موت سے تین ماہ قبل شادی کی تھی اور اس کی موت سے صرف ایک ہفتہ قبل انہوں نے الگ رہنا شروع کردیا تھا۔ کرایہ ادا کرنے کے لیے اپیل کنندہ نے متوفی کا کنڈورا (کمر کی پٹی) فروخت کردیا اور اس وجہ سے ان کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ جھگڑے کے دوران اپیل کنندہ نے پہلے اسے مارنا شروع کیا اور اس کے بعد اس نے مٹی کا تیل ڈال کر اسے آگ لگا دی۔ آگ دیکھ کر اپیل کنندہ نے آگ بجھانے کی کوشش کی اور اسے کچھ جلنے کے زخم آئے۔ پی ڈبلیو- 6 انہیں ہسپتال لے آیا جہاں پی ڈبلیو- 2 نامی ایک ڈاکٹر نے ان کا معائنہ کیا جس میں پتہ چلا کہ متوفی 65 فیصد جل چکا ہے۔ پی ڈبلیو- 2 نے متوفی کی طرف سے اسے دیے گئے بیان پر سٹی پولیس اسٹیشن کو اطلاع دی کہ متوفی کو اس کے شوہر نے مٹی کا تیل ڈال کر جلا دیا تھا اور اسے بھی کچھ جلنے کے زخم آئے تھے۔ ہیڈ کانسٹیبل پہنچا اور متوفی کا بیان ریکارڈ کیا اور اس کے بعد، پی ڈبلیو-3، ایگزیکٹو مجسٹریٹ نے ڈاکٹر کی رائے لینے کے بعد کہ وہ ہوش میں ہے اور بیان دینے کے لیے فٹ ہے، اپنا بیان ریکارڈ کیا۔

متوفی کی موت کے نتیجے میں اپیل کنندہ کے خلاف آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت چارج شیٹ دائر کی گئی۔ چشم دید گواہ کی عدم موجودگی میں استغاثہ نے ہیڈ کانسٹیبل، ڈاکٹر اور ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے سامنے متوفی کے تین موت کے اعلانات پر اپنا مقدمہ روک دیا۔ لیکن اپیل کنندہ نے الزامات میں قصوروار نہ ہونے کی استدعا کی اور دعوی کیا کہ متوفی کو ناشتہ تیار کرتے وقت غلطی سے تندور سے

آگ لگ گئی۔

ٹرائل عدالت نے شواہد پر غور کرنے پر دفاعی کہانی پر بھروسہ کیا اور ملزم کو اس بنیاد پر بری کر دیا کہ استغاثہ اپنے کیس کو معقول شک سے بالاتر ثابت کرنے میں ناکام رہا۔

عدالت عالیہ نے شواہد کی دوبارہ تعریف اور دوبارہ تشخیص پر بری ہونے کے حکم کو اس بنیاد پر الٹ دیا کہ ٹرائل عدالت متوفی کی طرف سے کیے گئے بیان نزع کی وشوسنیتا کی تعریف کرنے میں ناکام رہی اور اپیل کنندہ کو جنسی زیادتی کا مجرم قرار دیا۔اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد.1: متوفی کے ہسپتال میں داخل ہونے کے فوراً بعد، اس نے ڈاکٹر، پی ڈبلیو– 2 کو بتایا کہ اس کے شوہر نے اس پر مٹی کا تیل ڈالا اور اسے آگ لگا دی۔ ایگزیکٹو مجسٹریٹ کی طرف سے ریکارڈ کیا گیا بیان ڈاکٹر سے سرٹیفکیٹ لینے کے بعد ریکارڈ کیا گیا کہ متوفی ہوش میں تھا اور بیان دینے کے لیے فٹ حالت میں تھا۔ دوسرے شواہد اور ریکارڈ پر موجود جرح سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مادی وقت میں متوفی ذہنی طور پر فٹ تھا اور اس نے دوسروں سے متاثر ہوئے بغیر رضاکارانہ طور پر اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر بیان دیا تھا۔اس لیے ڈاکٹر اور ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے سامنے کیے گئے موت کے اعلامیے میں کوئی تضاد نہیں تھا۔ٹرائل عدالت نے بیان نزع کو بدنام کرنے کا جواز پیش نہیں کیا۔[C-D؛A–183]

.2۔مرنے کے اعلانات واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ متوفی کو آگ لگانے کے بعد ہی اپیل کنندہ کو جلنے کے زخم آئے تھے۔ ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے سامنے کیے گئے موت کے اعلامیے میں متوفی نے کہا تھا کہ چونکہ اس کے شوہر نے اسے قوبو پہنایا تھا، اس لیے وہ چیخ نہیں سکتی تھی۔اس بات کا امکان نہیں تھا کہ استیمال ڈالتے وقت اپیل کنندہ کو جلنے کے زخم آئے ہوں گے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ اسے جلانے کے بعد گھر کا دروازہ بند تھا اس لیے وہ باہر نہیں جا سکتی تھی۔ یہ واضح طور پر حادثاتی موت کے نظریہ کی تردید کرتا ہے اور دوسری طرف اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اپیل کنندہ جلانے سے اس کی موت کا سبب بننا چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ اگر یہ فرض کیا گیا تھا کہ اپیل کنندہ کو آگ بجھانے کے دوران چوٹیں آئیں، پھر بھی اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلے گا کہ آگ حادثاتی تھی، کیونکہ مرنے کا اعلامیہ خود اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اسے آگ لگانے کے بعد وہ چوٹیں آئیں۔لہذا، عدالت عالیہ کی طرف سے منظور کردہ سزا اور سزا کو برقرار رکھا جاتا ہے۔[D؛A–184؛F–183]

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار 1992: کی فوجداری اپیل نمبر726۔

سی آر اپیل میں گجرات عدالت عالیہ کے18 / 20.1.92 کے فیصلے اور حکم سے۔ 1983 کا اے۔نمبر1312۔

اپیل کنندہ کے لیے سشیل کمار، ستپال سنگھ، آرسی کوشک، دنیش کمار گرگ

جواب دہندہ کے لیے محترمہ اینچ وہی کے لیے بی وی دیسائی، محترمہ الکا اگروال

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ایم کے مکھرجی، جسٹس۔ضابطہ فوجداری، 1973 کی دفعہ 379 کے تحت یہ اپیل گجرات عدالت عالیہ کے 1983 کی فوجداری اپیل نمبر 1312 کے فیصلے کے خلاف ہدایت کی گئی ہے جس نے سیشن جج، بھاونگر کے ذریعے منظور کیے گئے بری کیے جانے کے حکم کو پلٹ دیا اور اپیل کنندہ کو بدنیتی کے جرم میں مجرم قرار دیا اور اسے عمر قید کی سزا سنائی۔

استغاثہ کے مقدمے کے مطابق اپیل کنندہ نے ہنسا بین (متوفی) سے اس کی موت سے تین ماہ قبل شادی کی تھی اور شادی کے بعد سے وہ اپیل کنندہ کے والدین کے ساتھ رہ رہے تھے۔تاہم، اس کی موت سے ایک ہفتہ قبل سے انہوں نے نرمل نگر میں الگ رہنا شروع کر دیا، 8 جنوری 1983 کو صبح 8 بج کر 45 منٹ کے قریب۔ایم ہنسا بین نے اپیل کنندہ سے پوچھا کہ اس نے اس کا کنڈورا (کمر بند) کیوں فروخت کیا ہے۔اپیل کنندہ نے جواب دیا کہ کرایہ ادا کرنے کے لیے اسے وہی بیچنا پڑا۔اس معاملے پر ان کے درمیان جھگڑا ہوا جس کے دوران اپیل کنندہ نے سب سے پہلے اسے تویتا (کھانا پکانے کے لیے استعمال ہونے والے لوہے کے آلے) سے مارنا شروع کر دیا۔اس کے بعد اس نے اس پر مٹی کا تیل ڈالا اور جلتی ہوئی ماچس کی تیلی پھینک کر اسے آگ لگا دی۔آگ دیکھ کر اپیل کنندہ نے آگ بجھانے کی کوشش کی اور اس دوران اس کے ہاتھ بھی جل گئے۔پڑوسی لوگ فوری طور پر وہاں پہنچے اور قریب ہی رہنے والی ہنسا بین کے والد لکشمن بھائی (پی ڈبلیو 6) کو اطلاع بھیجی۔لکشمن بھائی اپیل گزار کے گھر پہنچے اور دونوں کو ایمبولینس وین میں ہسپتال لے گئے۔وہاں ڈاکٹر بی کے جوشی (پی ڈبلیو 2) نے ایمرجنسی وارڈ میں صبح 9 بج کر 15 منٹ پر ہنسا بین کا معائنہ کیا اور پتہ چلا کہ وہ 65 فیصد جل چکی ہے۔اس بیان کی بنیاد پر جس نے ڈاکٹر جوشی سے کہا اس نے بھاونگر سٹی پولیس اسٹیشن کو ٹیلی فون پر اطلاع دی کہ ہنسا بین کو اس کے شوہر نے مٹی کا تیل ڈال کر جلا دیا تھا اور اسے بھی جلنے کے زخم آئے تھے۔شری لکشاری (پی ڈبلیو 8)، جو اس وقت پولیس اسٹیشن کے ڈیوٹی آفیسر تھے، نے صبح 9 بج کر 50 منٹ پر اسٹیشن ڈائری بک میں ٹیلی فون کی معلومات درج کیں۔انہوں نے فوری طور پر ایک ہیڈ کانسٹیبل سی کے پٹیل کو ایک یادی (نوٹ) بھیجا، جو اس وقت ڈیوٹی کلرک کے طور پر ہسپتال سے منسلک تھے، تاکہ وہ ضروری کام کر سکیں۔یہ نوٹ ملنے پر پٹیل ہسپتال گئے اور ہنسا بین (متوفی) (اقتباس 23) کا بیان ریکارڈ کیا۔اس کا بیان اتارنے کے بعد اس نے اسے پڑھ کر سنا دیا اور اس پر اس کے انگوٹھے کا نشان لگا دیا۔اس نے بیان پولیس اسٹیشن کو بھیج دیا اور ایگزیکٹو مجسٹریٹ کو ہنسا بین کا بیان ریکارڈ کرنے کے لیے بھیجا۔ایگزیکٹو مجسٹریٹ شری ماتھر (پی ڈبلیو 3) صبح 1 بجے ہسپتال پہنچے اور ڈاکٹر اپادھیائے کی رائے موصول ہونے پر کہ وہ ہوش میں ہیں اور بیان دینے کے لیے موزوں ہیں، سوال و جواب کے فارم میں اپنا بیان ریکارڈ کیا۔

ہنسا بین کے ہیڈ کانسٹیبل (ایکسٹریکٹ 23) کے سامنے پہلے دیے گئے بیان کی بنیاد پر اپیل کنندہ کے خلاف آئی پی سی کی دفعہ 307 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا اور ایس آئی اے ایم خان (P.W.29) نے تفتیش شروع کی۔وہ اپیل گزار کے گھر گیا، ایک خاکہ نقشہ تیار کیا اور کچھ جلی ہوئی سوتی گدھے، جوٹ کے کچھ ٹکڑے اور دیگر اشیاء ضبط کیں۔ 9 جنوری 1983 کو صبح 9:30 بجے ہنسا بین کی

موت اور تحقیقات کی تکمیل کے نتیجے میں انہوں نے اپیل کنندہ کے خلاف آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت فرد جرم جمع کرائی۔

اپیل کنندہ نے اپنے خلاف لگائے گئے الزام میں قصوروار نہ ہونے کی استدعا کی اور اس کا دفاع یہ تھا کہ ناشتہ تیار کرتے وقت ہنسا بین کو غلطی سے تندور سے آگ لگ گئی۔

کسی چشم دید گواہ کی عدم موجودگی میں، استغاثہ نے متوفی کے تین موت کے بیانات پر اپنا مقدمہ روک دیا۔ جن میں سے پہلا ڈاکٹر جوشی کے ہسپتال میں داخل ہونے کے فوراً بعد، دوسرا ہیڈ کانسٹیبل کے سامنے اور آخری ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے سامنے تھا۔ شواہد پر غور کرنے پر ٹرائل جج اس نتیجے پر پہنچے کہ استغاثہ اپیل کنندہ کے خلاف اپنا مقدمہ معقول شک سے بالاتر ثابت کرنے میں ناکام رہا اور اپیل کنندہ کا دفاع ممکنہ تھا۔ اس کے مطابق اس نے اپیل کنندہ کو بری کر دیا۔ بری کیے جانے کے حکم کو الٹتے ہوئے عدالت عالیہ نے سب سے پہلے محسوس کیا کہ ٹرائل جج نے ڈاکٹر جوشی کے سامنے متوفی کی طرف سے کیے گئے موت کے اعلامیے پر بھی غور نہیں کیا۔ اس کے بعد عدالت عالیہ نے محسوس کیا کہ ٹرائل جج کا یہ تبصرہ کہ ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے ذریعے درج کیے گئے موت کے اعلامیے میں کمزوریاں اور تضادات تھے، واضح طور پر غلط تھا۔ عدالت عالیہ نے ٹرائل جج کی طرف سے اخذ کردہ نتیجے پر بھی تبصرہ کیا، کہ متوفی شدید تکلیف میں مبتلا ہونے کے پیش نظر اس سے کوئی موت کا اعلامیہ دینے کی توقع نہیں کی جاتی تھی، کیونکہ اس کی حمایت میں کوئی ثبوت نہیں تھا؛ اور ڈاکٹر جوشی کی گواہی کا نوٹس لیا کہ اسے کمپوز اور نوولجن کا انجیکشن لگانے کے بعد وہ درد سے نجات پا جائے گی اور اپنی موت کا اعلامیہ دینے کے لیے فٹ اور مناسب حالت میں ہوگی۔ ٹرائل جج کا یہ نتیجہ کہ چونکہ ڈاکٹر اپادھیائے نے تصدیق کی تھی کہ متوفی بات کرنے کے قابل حالت میں تھا، استغاثہ کی طرف سے جانچ نہیں کی گئی تھی، موت کے اعلامیے پر کوئی انحصار نہیں کیا جا سکتا تھا، عدالت عالیہ نے اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ ثبوت یہ ثابت کرنے کی طرف لے گئے کہ ڈاکٹر اپادھیائے دستیاب نہیں تھے اور مسٹر ماتھر نے گواہی دی تھی کہ ڈاکٹر اپادھیائے نے متوفی کی حالت کے بارے میں تصدیق کی تھی۔ ٹرائل جج کے دوسرے مشاہدے کہ اپیل کنندہ کی اپنی بیوی کی جان بچانے کی کوشش اور اس سے زخمی ہونے کی کوشش نے دفاعی نظریہ کی مکمل حمایت کی، کو بھی عدالت عالیہ نے مسترد کر دیا۔ چونکہ، عدالت عالیہ کے مطابق متوفی کی طرف سے کیے گئے مرنے والے تینوں بیانات قابل اعتماد تھے، اس لیے اس نے متنازعہ فیصلہ منظور کیا۔

یہ ایک قانونی اپیل ہونے کی وجہ سے ہم نے اپنے لیے ریبذریعے رڈ پر موجود تمام شواہد بذریعے جائزہ لیا ہے تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ آیا عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کو بری کرنے کے فیصلے کو بذریعے لعدم قرار دینے میں جواز پیش کیا تھا۔ اس دہلیز سوال کے حوالے سے کہ آیا ہنسا بین جلنے کی وجہ سے اس کی موت کا شکار ہوئیں، فریقین اس معاملے میں شامل نہیں ہوئے۔ اس کے علاوہ، ریکارڈ پر غیر متزلزل ثبوت، خاص طور پر ڈاکٹر سی سی کوٹھاری کا، جس نے محترمہ ہنسا بین کی لاش پر پوسٹ مارٹم کا معائنہ کیا، مندرجہ بالا سوال کا مثبت جواب فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا اب ہمارے عزم کے لیے جو اہم سوال آتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا اس کی ایسی موت اپیل گزار کے ہاتھوں ہوئی یا حادثاتی طور پر، جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا ہے۔ اس سوال کا جواب دینے کے لیے ہم سب سے پہلے اس تسلیم شدہ حقیقت کو ظاہر کر سکتے ہیں کہ متوفی کو صبح 8 بج کر 45 منٹ پر یا اس کے قریب جلنے کے زخم آئے تھے اور اسے اپیل کنندہ کے ساتھ 30 منٹ کے اندر ہسپتال لایا گیا تھا۔ اب ڈاکٹر جوشی (پی ڈبلیو2) کے ثبوت پر آتے ہیں جس نے اس کے داخل ہونے کے فوراً بعد اس کا معائنہ کیا، ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس نے صبح 9 بج کر 15 منٹ پر ایمرجنسی وارڈ میں اس کا معائنہ کیا اور اس کے چہرے، گردن، سینے، پیٹ، دونوں اوپری ہونٹوں اور پورے جسم پر دوسرے اور تیسرے درجے کے جلنے پائے۔ تاہم وہ ہوش میں تھی۔ اس نے اس کے درد کو دور کرنے کے لیے

اسے دوائی کے ساتھ ساتھ کیمپوز اور اینالجک انجکشن بھی دیا۔ اس نے اس کے سامنے بیان کیا کہ اس کے جسم پر مٹی کا تیل ڈال کر اسے جلا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد ڈاکٹر جوشی نے بھاونگر اے ڈویژن پولیس اسٹیشن کو فون کیا اور مشورہ دیا کہ اس کی موت کا بیان فوری طور پر ریکارڈ کیا جائے۔ یہ معلومات، جیسا کہ اسٹیشن ڈائری کی کتاب میں متعلقہ اندراج سے ظاہر ہوتی ہے، پی ایس آئی مسٹر لکشاری (پی ڈبلیو 8) کو صبح 9 بج کر 50 منٹ پر موصول ہوئی تھی۔ چونکہ یہ معلومات، اور اس معاملے کے لیے اندراج، اس اپیل میں ایک اہم اثر رکھتی ہے، اسے ذیل میں نکالا گیا ہے:-

"اس وقت، ہسپتال کے ڈاکٹر، میڈیکل آفیسر شری بی کے جوشی نے بتایا کہ ہنس بین دھیرج لال، بھاونگر کے 18 سالہ کمبھر کڈیا کی ذات، شامل کریں۔ نرمل نگر اسٹریٹ نمبر 5 کو اس کے شوہر دھیر جلال موہن لال، عمر 22، نرمل نگر، اسٹریٹ نمبر 5 نے مٹی کا تیل چھڑک کر جلا دیا ہے، اور وہ خود آگ سے متاثر ہوا ہے۔ علاج کے لیے ہسپتال لے جانے والے دونوں افراد کو برنز وارڈ میں داخل کیا گیا ہے اور ہنسا بین کی حالت تشویشناک ہے جبکہ اس کے شوہر دھیرج لال کی حالت معمول پر ہے۔ وہ شخص جو انہیں ہسپتال لایا وہ لکشمن ناران ہے۔"

متوفی کے کیس کے کاغذات سے اپنی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے (خلاصہ 18) ڈاکٹر جوشی نے آگے کہا کہ ڈاکٹر اپادھیائے کی طرف سے اس کی جسمانی حالت کی تصدیق کے بعد اسی دن ہسپتال میں صبح 1 بجے یا اس کے قریب اس کا مرنے کا بیان ریکارڈ کیا گیا تھا۔ اس نے مزید بتایا کہ اگلے دن یعنی صبح 9 بج کر 10 منٹ کے قریب کراس ایگزامینیشن میں اس کی موت ہوگئی۔ اس نے بتایا کہ کیمپوز اور اینلجیسک کے انجیکشن لگانے کے بعد مریض کو درد سے نجات مل جائے گی۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ ہونٹوں پر جلنے کے زخموں کی وجہ سے متوفی کو بولنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔

اپنے سامنے کیے گئے بیان نزع کو ثابت کرتے ہوئے، ایگزیکٹو مجسٹریٹ، مسٹر ماتھر (پی ڈبلیو 3) نے گواہی دی کہ 8 جنوری 1983 کو یہ اطلاع ملنے پر کہ موت کا اعلامیہ ریکارڈ کرنے کے لیے ہسپتال میں ان کی موجودگی ضروری ہے، وہ وہاں 10.30 اے ایم پر پہنچے۔ ڈاکٹر اپادھیائے نے ہنسا بین کی شناخت اس شخص کے طور پر کی جس کا موت کا اعلامیہ ریکارڈ کیا جانا تھا اور اس نے ایک سند دینے کے بعد کہ وہ بیان دینے کے لیے فٹ حالت میں ہے، اس نے اپنا بیان ریکارڈ کیا (خلاصہ 20)۔ مسٹر ماتھر کے مطابق اس وقت ہنسا بین ہوش میں تھیں اور بات کرنے کے قابل تھیں۔ اس نے گواہی دی کہ شروع میں اس نے اس کا نام، شوہر کا نام وغیرہ کے بارے میں سوالات پوچھے اور ان تمام سوالات کے جوابات دینے کے بعد اس نے پوچھا کہ اسے ہسپتال کیوں لایا گیا۔ اس کے جواب میں اس نے بتایا کہ اس کے شوہر نے اسے جلا دیا تھا اور اس لیے اسے ہسپتال لایا گیا۔ اس کے بعد اس نے بتایا کہ جھگڑے کی وجہ سے اس کے شوہر نے اس کے جسم پر مٹی کا تیل ڈال کر اسے جلا دیا۔ اس نے مزید بتایا کہ گھر کا دروازہ بند تھا اور اسے کھولنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس کے بعد اس نے بتایا کہ گھر میں صرف وہ اور اس کا شوہر رہ رہے ہیں۔ اس نے آخر میں کہا کہ چونکہ اس پر کوتلی چھینکی گئی تھی اس لیے وہ چیخیں نہیں اٹھا سکتی تھی۔ مسٹر ماتھر نے دعوی کیا کہ اس نے ہنسا بین کو دیا ہوا اس کا بیان پڑھا اور اسے درست پائے جانے کے بعد اس نے اپنے دائیں انگوٹھے کا نشان لگایا۔ اس کے شواہد پر غور کرنے پر ہم دیکھتے ہیں کہ جرح تلاش کرنے کے باوجود اپیل کنندہ کوئی سازگار جواب حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا، بلکہ اس کے جرح میں یہ بات سامنے آئی کہ جب وہ ہنسا بین کے کیبن میں گیا تو ڈاکٹر اپادھیائے اس سے بات کر رہے تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مکمل طور پر ہوش میں تھی۔ اسے ایک تجویز پیش کی گئی تھی کہ وہ اس خاص

دن اسٹیشن سے باہر ہے اور اس نے مرنے کا اعلامیہ ریکارڈ نہیں کیا جس کی اس نے سختی سے تردید کی تھی۔ یہ مکمل طور پر قائم ہے کہ مادی وقت میں ہنسابین ذہنی طور پر فٹ تھیں اور انہوں نے رضا کارانہ طور پر دوسروں سے متاثر ہوئے بغیر اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر بیان دیا۔ ہمیں مذکورہ بالا موت کے اعلامیے میں کوئی تضاد نہیں ملا ہے جو مقدمے کے جج کو اس کی بدنامی کا جواز پیش کر سکتا تھا۔ جہاں تک ڈاکٹر جوشی کے سامنے دوسرے اعلامیے کا تعلق ہے، ٹرائل جج نے، جیسا کہ پہلے دیکھا گیا ہے، اس سب کا اشتہار نہیں دیا۔ چونکہ یہ دو بیان نزع استغاثہ کے مقدمے کو معقول شک سے بالاتر ثابت کرتے ہیں، اس لیے ہمیں اس سوال میں جانے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا ہیڈ کانسٹیبل (خلاصہ 23) کے سامنے کیا گیا موت کا اعلان قابل اعتماد ہے یا نہیں۔

مسٹر کمار نے سختی سے زور دیا کہ اپیل گزار کے شخص پر جلنے کے زخموں کی موجودگی واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ جیسا کہ اس کی طرف سے دیا گیا بیان ممکنہ تھا اور عدالت عالیہ بری ہونے کے حکم کو کالعدم قرار دینے میں جائز نہیں تھی۔ ہمیں اس دلیل میں کوئی بنیاد نظر نہیں آتی۔ مذکورہ بالا دو مرنے والے بیانات واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ متوفی کو آگ لگانے کے بعد ہی اپیل کنندہ کو جلنے کے زخم آئے تھے۔ ایگزیکٹو مجسٹریٹ کے سامنے کیے گئے بیان نزع میں متوفی نے کہا کہ چونکہ اس کے شوہر نے اسے کوتلی پہنائی تھی اس لیے وہ چیخ نہیں سکتی تھی۔ اس لیے اس بات کا امکان نہیں تھا کہ استیمال ڈالتے وقت اپیل کنندہ کو جلنے کے زخم آئے ہوں گے۔ ایک اور صورت حال جو حادثاتی موت کے نظریہ کو مسترد کرتی ہے، خود موت کے اعلامیے (اقتباس 20) کے ذریعے پیش کی جاتی ہے جس میں متوفی نے کہا ہے کہ زیر بحث گھر میں وہ اور اس کا شوہر صرف زندہ تھے اور اسے جلانے کے بعد گھر کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے وہ باہر نہیں جا سکتی تھی۔ درحقیقت، مذکورہ بیان واضح طور پر حادثاتی موت کے نظریہ کو مسترد کرتا ہے اور دوسری طرف اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اپیل کنندہ جلانے سے اس کی موت کا سبب بننا چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ اگر ہم اس مفروضے پر آگے بڑھتے ہیں کہ اپیل کنندہ کو آگ بجھاتے ہوئے چوٹیں آئیں پھر بھی اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلے گا کہ آگ حادثاتی تھی کیونکہ مرنے کا اعلان خود اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اسے آگ لگانے کے بعد وہ چوٹیں آئیں۔ جیسا کہ عدالت عالیہ نے صحیح کہا ہے کہ ایک ہوشیار شخص پہلے اپنی بیوی کو آگ لگانے اور پھر آگ بجھانے کا مظاہرہ کرنے اور اس کے بعد اس کے شانہ بشانہ رہنے کا یہ حربہ اختیار کر سکتا ہے۔ عدالت عالیہ نے یہ تبصرہ کرتے ہوئے یکساں طور پر جواز پیش کیا کہ اس معاملے میں اپیل کنندہ اپنا دفاع کرنے میں تقریباً کامیاب ہو گیا تھا لیکن بدقسمتی سے اس کے لیے اس کی بیوی پورے حقائق کو ظاہر کرتے ہوئے بات کرنے اور بیان دینے میں کامیاب رہی۔

درج ذیل علمی عدالت عالیان کے فیصلوں کی روشنی میں ریکارڈ پر موجود تمام شواہد پر غور کرنے کے بعد ہم عدالت عالیہ سے مکمل قرارداد ہیں کہ اپیل کنندہ کو بری کرنے کے لیے ٹرائل کورٹ کی طرف سے بیان قابل وجوہات متضاد ہیں۔ اس لیے ہم عدالت عالیہ کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہیں اور اس اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔

بی۔ کے۔ ایس

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.07.15 13:17
I am the author of this document